مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درسِ حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

ضرورت سے زائد خرچ کر ڈالو۔ تہجد میں عبادت آخر میں اِستغفار
جہاد فریضہ ہے، ورلڈ آرڈر ''کھرے'' مسلمانوں کا حق ہے !
بوڑھے صحابی کا جذبہ قتال ! بادشاہوں کا سالانہ جہاد !

﴿ تخریج و تزئین : حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(درس نمبر 18 کیسٹ نمبر 74 سائیڈ A,B 1987 - 08 - 16)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہ وَاَصْحَابِہ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ چیز چلی آرہی ہے کہ نجات کا باعث تو صرف ایمان ہے لیکن اس بات کو عام کرنا یہ منع ہے اور کیوں منع ہے ؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کم سمجھی کی وجہ سے یہ خیال کرنے لگیں گے کہ بس کلمہ پڑھ لیا نجات ہوگئی اور چاہے جو کرتے پھریں ! ! !

ایک واقعہ ہے لمبا اُس میں آتا ہے نام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے کچھ اور لوگ بھی تھے آپ کھڑے ہوئے اور کہیں تشریف لے گئے اور بالکل پتہ نہیں چلا کہ کہاں تشریف لے گئے ! تو ہمیں بڑا اندیشہ ہوا کہ معلوم نہیں کیا بات ہوئی ! کیا چیز پیش آئی ہے ! حادثہ بھی ہوسکتا ہے ! ! تو کہتے ہیں

وَفَزِعْنَا اس سے ہم چونکنے ہو گئے یا گھبرا گئے دونوں معنی ہو سکتے ہیں ہم کھڑے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے کے لیے تو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے تو میں اس کام کے لیے چلا اور میں پہنچا ایک باغ میں اور باغ میں دیکھا میں نے کہ اندر داخل ہونے کا دروازہ ہے یا نہیں ہے ؟ تو ایک پانی پہنچانے کی جو نالی ہوتی ہے سیراب کرنے کی وہ مجھے نظر پڑی ! میں اُس میں داخل ہو کر اندر پہنچ گیا ! ! تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مجھے دیکھ کر کہ ابو ہریرہ ہیں ؟ میں نے کہا جی ہاں پوچھا کہ کیا بات ہے کیسے آئے ہو یہاں ؟ میں نے عرض کیا کہ اس طرح تشریف فرما تھے جناب اور تشریف لے گئے اور دیر ہوگئی انتظار میں ، ہمیں خیال ہوا اور طرح طرح کے اَندیشے ذہن میں آئے تو اس طرح سے میرے ذہن میں سب سے پہلے خیال آگیا تو میں پہلے یہاں اندر آگیا لیکن لوگ ضرور اسی طرح میرے پیچھے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے ! !

تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن لوگوں کی تشویش کا احساس فرمایا اور فرمایا کہ دیکھو یہ میرے چپل ہیں نعل ہے یہ لے جاؤ اور راستے میں جو آدمی بھی ملے تمہیں ایسا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیتا ہو خدا ہی کے قابلِ پرستش ہونے کو مانتا ہو تو اُسے جنت کی خبر دے دو خوشخبری سنا دو یَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ .

ایک دستور :

اور نعلِ مبارک علامت تھی کہ واقعی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئے ہیں اور یہ پرانا دستور چلا آرہا ہے کہ جب کوئی پیغام بھیجا جاتا تھا تو اُس میں کوئی علامت دے دی جاتی تھی تا کہ دوسرے لوگ سمجھ جائیں کہ یہ واقعی اُن ہی کا پیغام ہے، بہت اہم کام ہو جیسے معاہدہ تبدیل کرنا، منسوخ کرنا تو اُس میں یہ دستور تھا کہ اُن کا سگا عزیز کوئی آئے وہ یہ بات کہے پھر مانی جائے گی ورنہ نہیں ! ! یہاں یہ ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نعلِ مبارک دے دیے اور کہا کہ دیکھو جو بھی ایسا آدمی تمہیں ملے جس کے دل میں یہ یقین ہو کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اُس کو جنت کی خوشخبری دے دو، تو اب

یہ دل تو نہیں ناپ سکتے ہیں کہ کس کے دل میں ہے کس کے دل میں نہیں ہے ! یہ تو صرف بیان کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ جس آدمی کے دل میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یقین ہو وہ جنتی ہے، یہی کہہ سکتے تھے ! کہتے ہیں مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے پہلے سب سے ! تو اُنہوں نے کہا یہ کیا ہے تمہارے ہاتھ میں ؟ انہوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلِ مبارک ہیں اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اور یہ خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا ہے کہ جس سے بھی میں ملوں اُس کو یہ بتا دُوں یعنی یہ حدیث سنا دُوں مَنْ یَّشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِناً بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن تو لیا اِس کے بعد اُنہیں خوش ہونا چاہیے تھا ! ! لیکن ایسی بات نہیں ہے ! بلکہ اُنہوں نے غور کیا اور اُنہوں نے اِن کو دھکا دیا ! اِن کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دھکیلا اور یہ پیچھے گر گئے ! ! فَخَرَرْتُ لِاِسْتِیْ اور کہنے لگے کہ چلو وہیں چلو، لوٹ کے چلو ! تو یہ لوٹ کے چلے آئے ! اور کہتے ہیں میں خوب رویا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ! اور پیچھے پیچھے میرے یہ بھی آگئے ! ! ! تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلے میں پہنچا تھا اور رو رہا تھا تو پوچھا آپ نے کہ کیا بات ہوئی ہے ؟ تو وہ کہتے ہیں میں نے بتایا میں اس طرح سے پیغام جناب کا لے جا رہا تھا عمر رضی اللہ عنہ ملے اُنہیں میں نے یہ بات سنائی اُنہوں نے جناب مجھے اس طرح سے دھکا دیا ! سینے پر میرے ایسے دھکیلا کہ میں سرین کے بل گرا ! اور یہ کہا کہ چلو لوٹ جاؤ وہیں لوٹ چلو، تو اتنے میں وہ بھی آگئے پوچھا آپ نے اُن سے یَا عُمَرُ مَاحَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ یہ تم نے کیا ہے اِس کی وجہ کیا ہوئی کس لیے ایسے کیا ؟ ؟

عدالتی اُصول :

اس حدیث میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ جب تک دُوسرے کی بات نہ سن لے کوئی فیصلہ نہ کرے تو آقائے نامدار ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ! کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی اور بات بھی ہوئی ہو عرض کرنے لگے پورے آداب کے ساتھ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ بھی لگایا ساتھ، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اَبَعَثْتَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ بِنَعْلَیْکَ کیا جناب نے بھیجا ہے واقعی ؟ نعلِ مبارک دے کر بھیجنا

اور بات ہے اور یہی پیغام دے کر بھیجنا کیا یہی پیغام دے کر جناب نے بھیجا ہے یا نہیں ؟ تردّد تھا اِن کو ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نَعَمْ میں نے یہی پیغام دے کر بھیجا ہے اور یہ ٹھیک کہتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے قبول فرمائی :

یہ عرض کرنے لگے پھر جناب ایسا اعلانِ عام نہ کرائیے فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْھَا فَخَلِّھِمْ یَعْمَلُوْنَ اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ پیغام سنیں گے تو بس لوگ تو پھر عمل کرنا چھوڑ دیں گے بیٹھ جائیں گے میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ جناب اُنہیں عمل کرتا ہوا چھوڑ جائیں تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کی رائے سنی تو اُس سے اتفاق فرمایا اور فرمایا فَخَلِّھِمْ [1] رہنے دو بس ٹھیک ہے۔

کیونکہ اِس میں غلط فہمی عام لوگوں کو ہوسکتی ہے اور موٹی سمجھ والوں کو تو ضرور ہوجائے گی جو گہرائی تک نہیں پہنچتے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے دُنیا میں اور گہرائی تک پہنچنے والوں کی تعداد ہمیشہ ہی کم رہی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے اگر سب ایک جیسی سمجھ کے ہوتے تو حاکم کے بعد کوئی محکوم نہ ہوتا ! !

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا سوال اور نبی علیہ السلام کا جواب :

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کوئی عمل مجھے ایسا بتلائیے کہ جنت کے قریب کردے جہنم سے دُور کردے ! رسول اللہ ﷺ نے اِن کے اِس سوال کو پسند بھی فرمایا اور فرمایا لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ تم نے بہت بڑی بات کے بارے میں سوال کیا ! وَاِنَّہٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ جس کے لیے اللہ اُسے آسان کردے وہ آسان بھی ہے کوئی مشکل بھی نہیں ہے اور اِرشاد فرمایا کہ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا اللہ کی عبادت کرو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، حج بیت اللہ کرو، یہ اعمال رسول اللہ ﷺ نے بتلادیے۔ اور حج کی فرضیت جو ہوئی ہے وہ سن ۸ ھ میں ہوئی ہے جب فتحِ مکہ مکرمہ ہوگیا گویا یہ آخری دور کی روایت معلوم ہوتی ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۹

پھر فرمایا اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ جو بھلائی کے نیکوکاری کے نیکی کے دروازے ہیں وہ بتاؤں تمہیں ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّۃٌ روزہ ڈھال ہے اور اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَۃَ یہ جو گناہ کی آگ ہوتی ہے صدقہ اُسے مٹا دیتا ہے کَمَا یُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اس میں ''زکوۃ'' کے علاوہ ''صدقہ'' کا لفظ کہا گیا ہے۔

ضرورت سے زائد سب خرچ کردو :

کہیں اِس سے بھی آگے آتا ہے ﴿ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ﴾ کیا خرچ کریں ﴿ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ اِرشاد فرمایا اِن سے کہہ دو کہ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے وہ خرچ کرو ! ! !

ایک دفعہ گوشت آیا تھا گھر میں تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گوشت آیا تھا تو عرض کیا اہلیہ مطہرہؓ نے کہ وہ سب تقسیم ہوگیا دے دیا لوگوں کو، بس اتنا یہ بچا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب بچا ہے سوائے اس کے جو ہم کھالیں گے باقی جو خدا کے نام پر دے دیا وہ سب بچا ہوا ہے وہ سب ہمارے لیے محفوظ ہوگئے !

تہجد اور آخر میں اِستغفار :

اِرشاد فرمایا یہ کہ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ایک چیز یہ ہے کہ آدمی رات کے وقت نماز پڑھے رات کے ساتھ تاریکی کا تصور خود آتا ہے گویا خاموشی ہے اور چھپ کر اپنے اور خدا کے درمیان جو اس طرح سے نماز پڑھتا ہے ! پھر اپنے آپ کو یہ بھی سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا ! یہ بھی ضروری ہے ! اور اگر تہجد پڑھنے لگا مگر اپنے آپ کو دُوسروں سے اچھا بھی سمجھنے لگا تو پھر غلط بات ہوجائے گی وہ ایسے ہے جیسے نیکی بھی کی اور اُس پر پانی بھی پھیر دیا تو اللہ تعالیٰ کم سمجھی سے بچائے ! ! !

قرآنِ پاک میں تو ہے کہ ﴿ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ ﴾ رات کو تھوڑے وقت لیٹتے ہیں اور سوتے ہیں ﴿ وَبِالْاَسْحَارِھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ اور صبح کے وقت وہ اِستغفار کرتے ہیں تو کم سوئے یعنی زیادہ وقت عبادت میں گزارا، اس کے باوجود اِستغفار کی ضرورت ہے ! یہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اچھا سمجھ لیا ! اعلیٰ سمجھ لیا ! !

علماءِ ربانییّن کی علامت :

قرآنِ پاک میں ہے اہلُ اللہ کی علامت ﴿ تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ اُن کے پہلو لیٹنے کی جگہ (بستروں) سے الگ رہتے ہیں ﴿یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا﴾ اللہ کو پکارتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں (اس حال میں کہ) دونوں چیزیں ملی ہوئی ہوتی ہیں ''خوف'' بھی ''طمع'' بھی، اللہ سے (مغفرت اور رضا کے) ملنے کی اُمید ! اور خوف بھی اللہ (کے عذاب) کا ! !

اللہ کے راستہ میں قتل کرنا اور قتل ہوجانا :

اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے بہت چوٹی کی باتیں بتلائیں اِن میں اہم بات اسلام اور اُس کا ستون نماز، اُس کی چوٹی جو اُوپر کی ہے وہ ''جہاد'' ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جہاد بڑا مشکل کام ہے ! جو جاتا ہے تھوڑی دیر کے لیے بھی، اُس کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں .... جس پر گزرتی ہے وہ جان سکتا ہے ! ! !

جہاد کے فوائد :

دُوسرے یہ کہ جہاد کے جو فوائد ہیں اُن کا اَندازہ ہی آپ نہیں کر سکتے، جہاد کی خاطر تو بس اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ﴿ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ ﴾ اللہ نے مال بھی جان بھی لے لی اور فرمایا ﴿ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴾ اللہ کے راستہ میں قتال کرو اور فرمایا ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالاً ﴾ نکل کھڑے ہو ہلکے اور بوجھل ہر حال میں ! ! !

بوڑھے صحابی کا جذبۂ قتال، لاش کی حفاظت :

ایک صحابی تھے اُنہوں نے یہ سنا اور کہا کہ میں جا رہا ہوں جہاد میں ! اور وہ عمر رسیدہ تھے ! بیٹوں نے کہا کہ جناب ہم جا رہے ہیں، کہا نہیں میں خود جاؤں گا ! اللہ کا یہ اِرشاد میرے کان میں پڑے اور میں نہ جاؤں خود یہ نہیں ہوسکتا ! ! تو خود ضعیف العمر تھے مگر باصرارِ تمام وہاں پہنچے اور راستے میں تھے کہیں بحری سفر پر تو وفات ہوگئی ! ! صحابی کہتے ہیں ہم نے ایک ہفتہ اُن کی لاش

اپنے ساتھ ہی رکھی ! پھر جب ہم اُترے ہیں ساحل پر وہاں اُن کو دفن کیا، اب ہر ایک کے لیے یہ حکم نہیں ہے، بہر حال اُن کی لاش کو خدا نے سالم رکھا اور واقعی سالم رہی ہوگی تبدیلی اُس میں کوئی نہیں آنے پائی یہ بھی نہیں کہ اُنہوں نے ممی (Mummy) لگائی ہو یا کچھ اور کیا ہو، مصالحہ لگایا ہو، ایسی کوئی چیز نہیں ! ! یہ غیر مسلموں کا طریقہ تھا اسلام میں تو نہیں ہے یہ ! اسلام میں تو یہی ہے کہ جب انتقال ہو جائے تو پھر تدفین جلد کر دی جائے بس۔

سالانہ جہاد :

تو مطلب یہ ہے کہ جہاد بہت بڑی چیز ہے اور بادشاہ جہاد کرتے رہے ہیں ثواب کی نیت سے (حالانکہ خود اُن کو جانے کی) ضرورت نہیں تھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جہاد کے لیے جایا کرتے تھے یہ ہارونِ رشید جو تھا عباسی خلیفہ ایک سال حج کے لیے جاتا تھا ایک سال جہاد کے لیے۔

جہاد اور عالمگیریت[1] :

اور جہاد ہی تھا جس کی وجہ سے آپ سپر پاور رہے ہیں دُنیا میں، اگر جہاد نہ ہوتا تو سپر پاور نہیں بن سکتے تھے اور یہی ہے حکم ﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾ تم سب سے اُوپر ہو ! سب سے اُوپر تو سپر پاور ہوتی ہے ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ اگر (تم کامل مومن ہو) اور فرمایا ﴿ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ ﴾ اللہ خلیفہ بنائے گا تمہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے اُنہیں (معاذ رضی اللہ عنہ کو) بتایا کہ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ اس کی چوٹی جو ہے وہ جہاد ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو شہادت ہوئی وہ عمواس (فلسطین) میں ہوئی ہے جہاں حضرت ابوعبیدہ اِبن الجراح رضی اللہ عنہ بھی تھے دوسرے حضرات بھی تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے وہاں (طاعون کی) وباء پھیلی اور اُس میں اِن کی وفات ہوئی ہے لیکن یہ وہ علاقہ تھا جہاں جہاد جاری تھا

[1] WORLD ORDER

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وہاں وباء ہوا کرتی تھی اُس وقت اُس وباء میں بہت بہت قیمتی حضرات وفات پا گئے تو ارشاد فرمایا کہ اِس کی چوٹی جو ہے وہ جہاد ہے۔

جہاد کی خاص برکت :

اور بلا شبہ سارے سیاسی اختلافات جتنی قسم کے بھی ہیں سب ختم ہوجاتے ہیں کوئی آپس میں مسلمانوں میں تفریق نہیں رہتی ایک دوسرے کے ساتھ مدد معاونت یہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اتحاد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ورنہ تو خالی بیٹھے ہوئے ہیں جیسے پاکستان میں روز فرقہ واریت اور طرح طرح کی چیزیں۔

جہاد سے غفلت کی سزا :

بہرحال ایک فریضہ ہے جس سے غفلت کی، اُس غفلت کی سزا یہ ملی کہ یورپ حاوی ہوگیا اسلامی طاقتوں کو ختم کردیا اُس نے ! ! اور ٹکڑے ٹکڑے کردیے ! ! !

''ورلڈ آرڈر'' شرعی فریضہ :

فریضہ کیا تھا ؟ فریضہ یہی تھا کہ اپنے آپ کو سپر پاور رکھو ﴿ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ﴾ خدا اور رسول کے دُشمن اور اپنے دُشمن پر رُعب ڈالتے رہو ! سب سے آگے تیاری میں بھی تم رہو ! تو یہ راکٹ واکٹ جو بنائے ہیں یہ فرض تھے ہمارے اُوپر مذہبی رُو سے ! ! اِن سے ہم نے کوتاہی کی ہے ! اگر قوم کوتاہی کرتی ہے تو بڑی سخت سزا ملتی ہے پھر تو اُس کی سزا سارا ملک بھگتا ہے ! ! !

خرابیوں کی جڑ ''زبان'' :

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ ساری چیزیں جو جڑ ہیں اِن (خرابیوں) کی وہ بتاؤں ؟ اُنہوں نے کہا ضرور ! تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک پکڑی اور فرمایا

كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا اس کو روکے رکھو ! فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ جو ہم باتیں کرتے ہیں کیا اِن پر مواخذہ ہوگا ؟ تو آقائے نامدار ﷺ نے جواب دیا ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَامَعَاذُ ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ [1] یہ جو جہنم میں لوگوں کو منہ کے بل گراتی ہیں چیزیں وہ کیا ہیں ؟ وہ زبان ہی کی بوئی ہوئی کھیتی ہوتی ہے ! جب وہ کٹتی ہیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے ! ! زبان سے جتنے گناہ ہوتے ہیں اُن کا تو اَندازہ بھی آپ نہیں کر سکتے ! ہر وہ آدمی جس کی زبان چلتی ہے کمزور ہو چاہے ! گناہ کر سکتا ہے ! بیمار ہو گناہ کر سکتا ہے ! جوان ہو، ضعیف العمر ہو، کوئی بھی ہو زبان سے گناہ ہوتے ہیں ! ! تو آقائے نامدار ﷺ نے پھر اس طرف توجہ دلائی اور اس سے ہی کلمہ بھی ادا کرتے ہیں ! اس سے ہی کلمۂ خیر بھی کہتے ہیں ! اور اسی سے ہی کلمۂ شر بھی کہا جاتا ہے ! کلماتِ کفر بھی کہے جاتے ہیں ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے عمل کی توفیق دے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء...............

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سُنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۹